حضرت ملّا علی القاری علیہ رحمۃ الباری
اور
مسئلہ علمِ غیب
و
حاضر و ناظر
تالیف
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم
ناشر
مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم
گھنٹہ گھر گوجرانوالہ پاکستان

طبع ششم .... جولائی ۲۰۰۴ء

نام کتاب .... حضرت ملا علی قاریؒ اور مسئلہ علم غیب و حاضر و ناظر
مصنف .... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ
تعداد .... بارہ سو
مطبع .... مکی مدنی پرنٹرز لاہور
ناشر .... مکتبہ صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
قیمت .... بارہ روپے (-/۱۲)

ملنے کے پتے

☆ مکتبہ صفدریہ نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ
☆ مکتبہ امدادیہ ملتان
☆ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی
☆ مکتبہ حقانیہ ملتان
☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ مجیدیہ ملتان
☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی
☆ اسلامی کتب خانہ اڈا گامی ایبٹ آباد
☆ مکتبہ العارفی فیصل آباد
☆ مکتبہ فریدیہ ای سیون اسلام آباد
☆ مکتبہ رشیدیہ حسن مارکیٹ نیو روڈ مینگورہ
☆ دار الکتاب عزیز مارکیٹ اردو بازار لاہور
☆ مکتبہ نعمانیہ کبیر مارکیٹ لکی مروت
☆ مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
☆ مکتبہ قاسمیہ جمشید روڈ نزد جامع مسجد بنوری ٹاؤن کراچی
☆ مکتبہ فاروقیہ حنفیہ عقب فائر بریگیڈ اردو بازار گوجرانوالہ
☆ کتاب گھر شاہ جی مارکیٹ گکھڑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحمدُ لِلّٰہِ وَحدَہٗ لا شریکَ لَہٗ فی صفۃٍ مِنْ صِفاتِہٖ وَلا رادَّ لِحُکمِہٖ والصَّلوٰۃُ والسَّلامُ علیٰ خاتمِ الانبیاءِ والمُرسلینَ وقائدِ الغُرِّ المُحجَّلینَ وعلیٰ مَن تَبِعَہٗ مِنَ الصَّحابۃِ والتّابعینَ وائمّۃِ المُسلمینَ وعلیٰ مَن تَبِعَہٗ مِنَ المُؤمنینَ الیٰ یومِ الدِّینِ ○

اَمّا بعدُ :-

ماہِ رجب ١٣٨٦ھ میں لائلپور کے مشہور دینی مدرسہ اشرف المدارس کا سالانہ جلسہ تھا جس میں راقم اثیم کو بھی اراکینِ مدرسہ نے دعوت دی تھی چنانچہ راقم یکم رجب کو گوجرانوالہ سے بذریعہ بس روانہ ہو کر لائلپور پہنچا، وہاں بہت سے اہلِ علم حضرات نے ازروئے شفقت اس حقیر پُرتقصیر کی ملاقات کے لیے تکلیف کی ہیں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ ان کو اور اس ناچیز کو توحید و سنت پر قائم و دائم رکھے اور حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش کردہ حق دین پر عامل بنائے

اور اسی پر خاتمہ کرے آمین ثم آمین۔ اس موقع پر مختلف قسم کی علمی باتیں بھی ہوتی رہیں اثنائے گفتگو میں ایک مولانا صاحب نے یہ فرمایا کہ تمہاری لکھی ہوئی کتابوں سے بحمد اللہ تعالیٰ اہلِ حق کو خاصا فائدہ ہوا ہے اور دوسرے حضرات کو بھی سوچنے اور سمجھنے کا موقع میسر ہو گیا ہے کافی لوگ راہِ راست پر آ گئے ہیں اور متعدد دوستوں کا غلو ٹوٹ گیا ہے مگر ایک بریلوی مولوی صاحب کے حوالہ سے انہوں نے کہا کہ کتابیں تو باحوالہ اور مدلّل ہیں لیکن حضرت ملا علی ن القاریؒ کے متعلق ان کا اپنی کتابوں میں یہ لکھنا کہ وہ امام الانبیاء حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم ما کان وما یکون تسلیم نہیں کرتے تھے غلط ہے کیونکہ وہ تو یہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رُوح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں موجود اور حاضر ہوتی ہے پھر ان کے بارے میں یہ نظریہ کیونکہ صحیح ہو سکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علمِ غیب اور حاضر و ناظر کی صفت کی نفی کرتے ہیں اور اُن مولوی صاحب نے تمہاری کتاب تبرید النواظر کی ایک عبارت پر بھی گرفت کی ہے کہ حضرت ملا علی ن القاریؒ کی اصل عبارت یوں نہیں بلکہ اس طرح ہے (محصلہ) راقم نے عرض کیا کہ اس وقت تو فرصت نہیں رات کو انشاء اللہ تعالیٰ تقریر ہے اور علی الصبح واپسی ہے اس سلسلہ میں فرصت ملنے پر کچھ عرض کروں گا انشاء اللہ تعالےٰ وہاں سے واپسی کے بعد طلبہ کرام کے اسباق ختم کرانے، بعض جگہوں پر سالانہ امتحان کے سلسلہ میں حاضری کچھ دیگر مصروفیات اور ان سب پر مستزاد علالت چند ایسے مواقع پیش

آ سئے کہ رمضان مبارک سے پہلے اس پر کچھ نہ لکھا جا سکا۔ اب اس وعدہ کی تکمیل کے لیے چند ضروری باتیں عرض کی جا رہی ہیں ان کو ملاحظہ فرمائیں اہلِ فہم اور منصف مزاج حضرات کو تو انشاء اللہ تعالیٰ ان ٹھوس حوالوں سے تسکین ہو گی، البتہ کج بحث اور متعصب لوگوں کے لیے دفتروں کے دفتر بھی بے کار ہیں، اللہ تعالےٰ حق سمجھنے کی اور اس پر چلنے کی سبھی کو توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

حضرت ملا علی بن القاریؒ کا پورا نام اور ولدیت یوں ہے علیؒ بن سلطانؒ الہروی ہرات کے علاقہ میں پیدا ہوئے اور وقت کے متبحر علماء کرام سے شرفِ تلمذ حاصل کیا جن میں الشیخ ابوالحسن البکریؒ، امام احمدؒ بن حجر مکیؒ، علامہ عبداللہ السندیؒ اور مولانا قطب الدین المکیؒ وغیرہ مشہور ہیں اور متعدد علوم و فنون میں پوری مہارت اور درجۂ کمال حاصل کیا اور مختلف فنون میں قیمتی اور نفیس کتابیں تصنیف فرمائیں اور حنفی مسلک کو دلائل و براہین سے مدلل اور مبرہن کیا ان کی جو کتاب بھی اٹھائیں اس میں تحقیق اور علمی کمال کی جھلکیاں نمایاں نظر آئیں گی، مرقات، شرح الشفاء، جمع الوسائل شرح موطا امام محمدؒ، موضوعات کبیر، شرح النقایہ اور شرح فقہ اکبر وغیرہ ان کی شہرۂ آفاق کتابیں ہیں اور اہلِ علم ان سے بخوبی شناسا ہیں کافی عرصہ تک وہ اپنے وطن ہی میں رہے اور بالآخر ہرات سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے تھے اس لیے ان کو المکی بھی کہتے ہیں اور وہیں ان کی شوال سنہ ۱۰۱۴ھ میں وفات ہوئی بعض حضرات ان کو دسویں صدی کا مجدد بھی بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا

عبدالحی صاحب لکھنویؒ (المتوفی ۱۳۰۴ھ) ان کی کثرتِ کتب کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ :-

وکلها مفیدة بلغت الی مرتبة	یعنی انکی کتابیں ایسی مفید ہیں جن کی بدولت انکو
المجددیة علی راس الالف۔	دسویں صدی کے مجدد کا درجہ حاصل ہے۔

(التعلیقات السنیة علی فوائد البہیة ص ۹ طبع مصر)

چونکہ حضرت ملا علی بن القاریؒ اصولاً سُنی اور فروعاً حنفی ہیں اس لیے اہل السنّت والجماعت اور خصوصاً احناف حضرات کے ہاں ان کی کتابیں بڑی قدر و منزلت سے دیکھی جاتی ہیں اور نزاعی مسائل میں ان کی مفصل اور صریح عبارات کو سند کا درجہ حاصل ہے۔

علمِ غیب

قرآن وحدیث کی واضح نصوص اور اُمتِ مسلمہ کے اجماع سے یہ بات ثابت ہے کہ عالم الغیب والشہادة صرف پروردگار ہے اور علم غیب اس کی صفات مختصہ میں سے ایک صفت ہے اور ساری مخلوق میں سے کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ فرد بھی اس کی دیگر صفات کی طرح علم غیب میں بھی اس کا شریک نہیں ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں اعلیٰ واشرف اور اکمل ترین فرد حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی جن کی شان یہ ہے کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس صفت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی طرح شریک نہیں ہیں علم غیب کا مفہوم یہ ہے کہ کائنات کا ایک ذرہ بھی اس کے علم و نگاہ سے اوجھل نہ ہو یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اس میں کوئی فرد کسی حیثیت سے اس کا شریک و سہیم نہیں ہے۔

قرآن کریم میں تصریح موجود ہے۔

عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ الآية ۔ پ ۲۲ سبا — یعنی وہ عالم الغیب ہے اس سے ذرہ برابر بھی آسمان اور زمین میں غائب نہیں۔

انباء الغیب

اخبار الغیب سے اور انباء الغیب سے غیب کی خبریں مراد ہیں، حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر حضرت محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی تک جتنے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان میں ہر ایک کو ان کے حال اور شان کے مطابق غیب کی خبریں مرحمت فرمائی ہیں خصوصاً آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات و صفات اور ما کان و ما یکون کی بے شمار خبریں، علوم شریعت، اسرار و حِکَم اور قبر و حشر اور جنت و دوزخ کی عدد و احصار سے باہر خبریں اور ان کے علاوہ جتنی خبریں پروردگار کو منظور تھیں بطور معجزہ آپ کو بتلائی ہیں اتنی خبریں اور ایسا جامع اور مکمل علم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سے اور کسی کو عطا نہیں ہوا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ

علیہ وسلم کو ملا ہے یہ بات نزاع و اختلاف سے بالکل خارج ہے۔

حضرت ملا علی بن القاریؒ خود ایک حدیث کا حوالہ دے کر آگے فرماتے ہیں۔

فهذا اخبار عن الغيب فيعد من المعجزات | سو یہ غیب کی خبر دینا ہے پس یہ معجزات

وخرق العادات (موضوعات کبیر ص۱۶) | اور خرق عادات میں شمار ہے۔

انباء الغیب اور اخبار الغیب پر لفظِ غیب کا اطلاق دیکھ کر بلا وجہ خوش ہو جانا یا اس سے مطلق علم الغیب یا کلی غیب سمجھ لینا علم سے بالکل بے خبری پر مبنی اور حقیقت سے کوسوں دور ہے۔

علم غیب اور حضرت ملا علی بن القاری

حضرت ملا علی بن القاریؒ نے اپنی متعدد کتابوں میں اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور اپنے عقیدہ کا وضاحت سے ان میں اظہار کیا ہے چند عبارتیں ہم ہدیۂ ناظرین کرام کرتے ہیں غور سے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں انصارِ مدینہ کو نر اور مادہ کھجوروں کے شگوفوں میں ایک خاص قسم کا پیوند کرتے دیکھا تو ازراہِ شفقت ان کی تکلیف کے پیشِ نظر یہ ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرو تو بہتر ہے انہوں نے آپ کے حکم کی تعمیل میں یہ کاروائی ترک دی نتیجہ یہ ہوا کہ پھل میں خاصی کمی ہوئی حضرات صحابہ کرام رضہ نے اس کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں تو بشر ہوں جب میں دین کے بارے میں تمہیں کوئی حکم دوں تو

لازمی طور پر اس کو لو اور جب میں اپنی رائے سے تمہیں کچھ کہوں تو آخر میں انسان ہوں (مسلم جلد ۲ صـ۲۶۴) میری رائے خطا بھی ہو سکتی ہے اور ٹھیک بھی ہو سکتی ہے (مسند احمد بحوالہ مرقات جلد ۱ صـ۲۲۳ طبع امدادیہ ملتان) اس حدیث میں اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ کے جملہ کی شرح میں حضرت ملا علی ن القاریؒ فرماتے ہیں کہ:

ای فلیس لی اطلاع علی المغیبات وانما ذلک شئ قلت بحسب الظن الخ (مرقات جلد ۱ صـ۲۲۳)	یعنی مجھے غیوب پر اطلاع نہیں ہے یہ بات تو میں نے اپنے گمان اور رائے سے کہی تھی۔

یہ عبارت اپنے مدلول کے لحاظ سے بالکل روشن ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل نہ تھا۔ اور اسی حدیث کی شرح میں آگے لکھتے ہیں کہ

وفی الحدیث دلالۃ علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما کان یلتفت غلباً الا الی امور الاخرویۃ۔	اس حدیث میں اس بات پر دلالت موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غالباً نہیں التفات فرمایا کرتے تھے مگر امور اخرویہ کی طرف۔
وفی المصابیح فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام انتم اعلم بامر دنیاکم۔ (مرقات جلد ۱۔ صـ۲۲۳)	اور مصابیح کی روایت میں ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم دنیوی معاملات کو (مجھ سے) زیادہ جانتے ہو۔

اور انتم اعلم بامر دنیاکم کے الفاظ صحیح مسلم جلد ۲ صـ۲۶۴ کی روایت میں بھی موجود ہیں۔

چونکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی توجہ رضاء الٰہی، دین اور آخرت کی طرف ہوتی ہے اور دنیا والوں کی نگاہ دنیا کی طرف ہوتی ہے اس لیے دنیا کی چیزوں کو دنیا والے ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں۔

(شرح الشفاء لعلی ن القاریؒ جلد ۴ ص۵۵ طبع مصر)

معاذ اللہ تعالیٰ اس عدم علم کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ ان میں صلاحیت۔ قابلیت استعداد اور معاملہ فہمی کا مادہ نہیں ہوتا حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق سے زیادہ ذہین اور معاملہ فہم ہوتے ہیں علی الخصوص آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بلکہ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کی توجہ دنیا کی بعض حقیر چیزوں کی طرف نہیں ہوتی لہٰذا ان کو ان کا علم بھی نہیں ہوتا چنانچہ خود حضرت ملا علی ن القاریؒ لکھتے ہیں۔

لکنہ ای الشان لایقال مع ھذا انہم ای الانبیاء لایعلمون شیئا من امر الدنیا ای علی وجہ الاطلاق فانہ یودی الی غفلۃ نعم قد یکون لہم عدم علم ببعضہا لعدم التفاتہم الیہا فی الامور الجزئیۃ۔

(شرح الشفاء جلد ۴ ص۲۱۰)

لیکن حال یہ ہے کہ با ایں ہمہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مطلقاً حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا کی کسی چیز کو نہیں جانتے کیونکہ یہ بات (معاذ اللہ) انکے مغفل ہونے پر دال ہے ہاں کبھی انکو بعض دنیوی امور کا علم اس سے نہیں ہوتا کہ انکی توجہ ان امور جزئیہ کی طرف نہیں ہوتی۔

یہ عبارت صراحت سے اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دُنیا کے بعض اُمور کا علم نہیں ہوتا اور اس کی وجہ ان حضرات کا ان اُمور کی طرف توجہ نہ کرنا اور اللہ تعالیٰ کی رضا۔ دین اور امور آخرت کی طرف توجہ کرنا ہے نہ یہ کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ فہم و بصیرت سے محروم ہوتے ہیں۔

۲۔ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رض کی معیت میں جب غزوۂ بنو المصطلق سے (جو حسب تحقیق حافظ ابن القیم رح ۵ھ میں پیش آیا تھا۔ (زاد المعاد جلد ۲ ص ۱۱۲) فارغ ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف واپس ہوئے تو اس موقع پر رات کے وقت خوب آندھی چلی اور اس موقع پر آپ کی اونٹنی گم ہو گئی اس مقام پر جو کچھ ہوا اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ حضرت ملا علی ن القاری رح سے سنیئے۔

وضلت ناقته علیه الصلوٰة والسلام فی تلك اللیلة فقال رجل من المنافقین کیف یزعم انه یعلم الغیب ولا یعلم مکان ناقته الا یخبره الذی یاتیه بالوحی فاتاه جبرائیل علیه السلام	اور اسی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو ایک منافق نے کہا کہ یہ کس طرح خیال کرتا ہے کہ وہ علم غیب جانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس کی اونٹنی کہاں ہے؟ اس پر وحی لانے والا اس کو کیوں اطلاع نہیں دیتا؟ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لے

واخبرہ بقول المنافق وبمکان	آئے اور آپ کو منافق کی گفتگو اور اونٹنی
الناقۃ واخبر صلی اللہ تعالٰے	کی جگہ کی خبر دی آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم اصحابہ بہا وقال	علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضؓ کو اس کی خبر
ما ان عما انی اعلم الغیب ولکن	دی اور یہ ارشاد فرمایا کہ میں تو نہیں کہتا کہ میں
اللہ اخبرنی بقول المنافق وبمکان	غیب جانتا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے
ناقتی وھی فی الشعب وقد تعلق	منافق کی بات اور جس مقام پر اونٹنی ہے
زمامھا بشجرۃ فخرجوا یسعون	اس کی خبر دی ہے وہ فلاں گھاٹی میں ہے
قبل الشعب فوجدوھا حیث	اس کی باگ درخت سے اٹک گئی ہے پس
قال وکما وصف فجاؤا بہا و	صحابہ کرام رضؓ اس گھاٹی کی طرف دوڑتے ہوئے
اٰمن ذالک المنافق۔	نکلے تو اس اونٹنی کو اُسی جگہ اور اسی حالت میں
(شرح الشفاء لملا علی ن القاریؒ	پایا جس کی آپ نے خبر دی تھی وہ اس اونٹنی کو
جلد ۳۔ صـ۱۸۳ طبع مصر)	لے آئے اور وہ منافق مسلمان ہو گیا۔

یہ روایت حضرت ملا علی ن القاری رحؒ نے مقام استدلال میں پیش کی ہے اور اس پر کوئی گرفت نہیں جس سے ان کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے اس روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ منافقوں کا ہوتا تھا کہ آپ غیب جانتے ہیں جب آپ نے اس کی نفی فرما دی کہ میں نے کب یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں غیب جانتا ہوں تو وہ منافق راہ راست پر آگیا اور مسلمان ہو گیا۔

۳۔ مشہور مالکی عالم قاضی ابوالفضل عیاض رح بن موسیٰ رح (المتوفی ۵۴۴ھ) نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل وشمائل پر بہترین کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام الشفاء ہے اس میں وہ ایک مقام پر مبسوط بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امور دنیا میں سے بعض اشیاء کے نہ جاننے سے یا بعض کے متعلق ایسا خیال کر لینے سے جو واقع کے خلاف ہو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت میں کوئی خلل نہیں آتا، اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی القاری رح لکھتے ہیں (خط کشیدہ عبارت متن کی ہے)

فاما ما تعلق منها بامر الدنیا	بہرحال وہ چیزیں جن کا تعلق اُمور دنیا سے ہے
فلا یشترط فی حق الانبیاء العصمۃ	تو حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
من عدم معرفۃ الانبیاء ببعضھا	حق میں یہ شرط نہیں کہ وہ ان میں سے بعض کو نہ
کما توھمت الشیعۃ فانہ یردہ	جاننے سے معصوم ہوں جیسا کہ شیعہ کا وہم ہے
قول الھدھد لسلیمان علیہ	اس میں عصمت کے نظریہ کو یہ بات رد کرتی ہے
الصلوٰۃ والسلام احطت بما لم تحط	کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے ہدہد نے کہا کہ
بہ او اعتقادھا ای او من عدم	میں ایسی خبر لایا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں ہے
اعتقادھم ایاھا علیٰ خلاف ما	اور اسی طرح ان اُمور میں واقع کے خلاف
ھی علیہ ای خلاف حقیقتھا کما	اعتقاد بھی مضر نہیں یعنی ان امور کی حقیقت
یشیر الیہ قولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ	کچھ اور ہو اور رائے اس کے خلاف قائم کر لی گئی ہو تو یہ بھی ہو سکتا ہے جیسا کہ آنحضرت

وسلم للانصار وهم يؤبرون النخل لا عليكم ان لا تفعلوا فتركوا تابيره فلم يلقح منه ذلك الا قليل فقال انتم اعرف بدنياكم وكرجوعه الى رأى الحباب بن المنذر يوم بدر على ما مر الخ۔
(شرح الشفاء جلد ۲ ص ۵۵ طبع مصر)

صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انصار رضہ سے فرمایا کہ اگر تم کھجوروں کا پیوند نہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے یہ کارروائی ترک کر دی مگر پھل بہت کم حاصل ہوا تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیوی اُمور کو زیادہ بہتر جانتے ہو نیز آپ نے بدر کے مقام پر اپنی رائے مبارک ترک کر کے حضرت حبابؓ بن منذر کی رائے پر عمل کیا تھا۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ تمام دنیوی اُمور کی تفصیلات کا علم حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت کرنا حضرت ملا علی بن القاریؒ کے نزدیک سنیوں کا نہیں بلکہ شیعہ شنیعہ کا وہم اور مسلک ہے۔

۴۔ قاضی عیاض رح فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات، اسماء حسنیٰ کی تعیین، بڑی بڑی نشانیاں، امور آخرت، قیامت کی نشانیاں، نیک بختوں اور بد بختوں کے احوال اور ما کان وما یکون کے علوم مرحمت فرمائے ہیں آگے فرماتے ہیں جس کی تشریح ملا علی بن القاریؒ کرتے ہیں۔

لکنه ای الشان او النبی علیه الصلوٰة

لیکن بات یوں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

والنبی لا یشترط العلم بجمیع	علیہ وسلم کے لیے یہ شرط نہیں کہ آپ ان
تفاصیل ذالک بل ربما یقال انه	تمام اُمور کی تفصیل بھی جانتے ہوں، بلکہ
لا یتصور له الاستقصاء بما هنالک	بسا اوقات کہا جا سکتا ہے کہ ان امور کا
وان کان عنده من علم ذالک ای	استیعاب آپ کے لیے تصور بھی نہیں کیا
بعضه مما حصوله فی القدر	جا سکتا اور اگرچہ آپ کے پاس ان چیزوں
مالیس عند جمیع البشر ای	کا یعنی ان میں سے بعض کا جو آپ کے لیے
افرادا و جمعا لقوله ای النبی	مقدر ہے اتنا علم ہے جو تمام انسانوں کے
علیه الصلوٰة والسلام فیما	پاس نہیں ہے یعنی نہ انفرادی طور پر نہ
رواه البیهقی انی لا اعلم الا	اجتماعی طور پر کیونکہ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ
ما علمنی ربی اه۔	علیہ وسلم نے فرمایا ہے جیسا کہ امام بیہقی رح
(شرح الشفاء)	نے روایت کیا ہے کہ تحقیق سے میں نہیں
(جلد ۴)	جانتا مگر وہی کچھ جس کی مجھے اللہ تعالیٰ نے
(ص ۳۵۰)	تعلیم دی ہے الخ

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت ملا علی ن القاری رح کے نزدیک تمام تفاصیل کا علم آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۵۔ حضرت ملا علی ن القاری رح خود ایک سوال قائم کرتے ہیں جس کی ایک شق یہ ہے۔

وما التوفيق بين الآية وبين ما
اشتهر عن العرفاء من الاخبار
الغيبية كما قال الشيخ الكبير ابو
عبد الله في معتقده ونعتقد ان
العبد ينتقل في الاحوال حتى يصير
الى نعت الروحانية فيعلم الغيب
وتطوى له الارض ويمشي على
الماء ويغيب عن الابصار -

[illegible]

اس آیت کریمہ اور عرفاء سے جو غیبی خبریں
بیان کرنا مشہور ہے میں کیا تطبیق ہوگی ؟
جیسا کہ شیخ کبیر ابو عبداللہ رح نے اپنی کتاب
معتقد میں لکھا ہے کہ ہم یہ اعتقاد رکھتے ہیں
کہ بندہ حالات میں منتقل ہوتا رہتا ہے حتی کہ اسے
روحانیت کی صفت حاصل ہو جاتی ہے تو وہ
غیب کی خبریں جانتا ہے اور اس کے لیے
زمین سمیٹ دی جاتی ہے اور وہ پانی پر چلتا
ہے اور نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے۔

اور پھر اس کا جواب یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

فلان للغيب مبادي ولواحق
فمباديه لا يطلع عليه ملك مقرب
ولا نبي مرسل واما اللواحق فهو
ما اظهره الله على بعض احبائه
لوحة علمه وخرج ذالك عن
الغيب المطلق وصار غيبا اضافيا
وذالك اذا تنور الروح القدسية

غیب کے کچھ مبادی ہیں اور کچھ لواحق ہیں
پس غیب کے مبادی پر نہ تو کوئی مقرب فرشتہ
مطلع ہوتا ہے اور نہ نبی مرسل بہر حال لواحق
تو وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض محبوبوں پر
اپنے علم کی ایک جھلک ظاہر کرتا ہے اور اس
اعتبار سے وہ غیب مطلق سے نکل کر غیب
اضافی (یعنی اخبار غیب اور انباء غیب کی مد میں)

وازداد نورہا واشراقہا بالاعراض عن ظلمۃ عالم الحس وتخلیۃ مرأۃ القلب عن صدأ الطبیعۃ والمواظبۃ علی العلم والعمل وفیضان الانوار الالٰہیۃ حتی یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبہ فتنعکس فیہ النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات اھ۔ (مرقات۔ ج ۱۰۔ ص ۶۲)۔ (طبع ملتان)

ہو جاتا ہے اور یہ جب ہوتا ہے کہ جس وقت پاکیزہ روح روشن ہو جاتی ہے اور عالم محسوس کی تاریکی سے اعراض کرنے کی وجہ سے جب اس کی نورانیت اور چمک بڑھ جاتی ہے اور اس کے دل کا شیشہ طبیعت کے زنگ سے خالی ہو جاتا ہے اور علم و عمل پر مداومت کرتا ہے اور انوارِ الٰہیہ کا فیضان ہوتا ہے حتیٰ کہ نور قوی ہو جاتا ہے اور اس کے دل کی فضا میں پھیل جاتا ہے تو لوح محفوظ میں جو نقوش مرتسم ہوتے ہیں ان کا عکس اس کے دل پر پڑتا ہے سو وہ غیبی امور پر مطلع ہو جاتا ہے۔

اس عبارت میں سوال میں بھی اخبار غیبیّہ کی تصریح موجود ہے اور جواب میں بھی جملہ ویطلع علی المغیبات سے یہی اخبار غیبیّہ مراد ہیں نہ کہ کلی غیب اور مطلق غیب کیونکہ خود حضرت ملّا علی ن القاری رہ اس عبارت میں غیب کی دو قسمیں بتلاتے ہیں مبادی اور لواحق اور تصریح فرماتے ہیں کہ مبادی پر نہ تو کوئی فرشتہ مقرب مطلع ہوتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل اور لواحق کا معنی یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض محبوب بندوں پر اپنے علم کی ایک جھلک ظاہر فرماتے

ہیں۔ اور اس عبارت سے وہ الغیب المطلق سے نکل کر غیب اضافی بن جاتا ہے اس عبارت میں لفظ المغیبات سے کلی غیب سمجھنا سراسر باطل و مردود ہے اور یہ اخبار غیب جو بذریعۂ وحی حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہیں وہ قطعی اور علم کی مد میں ہیں اور جو حضرات اولیاء کرام رح کو حاصل ہیں وہ محض ظنی امور ہیں علوم قطعیہ نہیں ہیں چنانچہ حضرت ملا علی ن القاری رح لکھتے ہیں کہ:

وماذکرہ بعض الأولیاء من باب الکرامۃ باخبار بعض الجزئیات من مضمون کلیات الأیۃ فلعلہ بطریق المکاشفۃ او الالہام او المنام۔ التی ھی ظنیات لاتسمی علوما یقینیات۔ (مرقات ج ۱۰، ص ۶۶)	اور وہ جو بعض اولیاء کرام سے کرامت کے طور پر یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے آیت کریمہ (ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ) کے مضمون کے کلیات میں سے بعض جزئیات کی خبر دی ہے تو شاید کہ وہ کشف یا الہام یا خواب کے ذریعہ سے ہو جو ظنی ہیں اور ان کو علوم یقینیہ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔

۶۔ حضرت ملا علی ن القاری رح آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ الآیۃ میں حصر کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ:

فان قلت قد اخبر الانبیاء و الاولیاء بشئ کثیر من ذالک	اگر تو کہے کہ بلاشبہ حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے ان میں سے بہت سی چیزوں کی

فكيف الحصر قلت الحصر
باعتبار كلياتها دون جزئياتها
قال الله تعالى فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ
احدا الا من ارتضى من رسول
بناء على اتصال الاستثناء الذي
هو الاصل واخرج احمد
عن ابن مسعودؓ اوتي نبيكم
علم كل شئ سوى هذه
الخمس واخرجه عن ابن
عمرؓ بنحوه مرفوعا و
قال القرطبي ؒ من ادعى علم
شئ منها غير مستند
اليه عليه الصلوٰة والسلام
كان كاذبا في دعواه و
قال واما ظن الغيب فقد
يجوز من المنجم وغيره اذا
كان عن امر عادي وليس

خبر دی ہے تو پھر حصر کیسے صحیح ہوئی؟ میں کہتا ہوں
کہ حصر کلیات کے اعتبار سے ہے جزئیات کے
اعتبار سے نہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ اپنے
غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتے مگر اپنے رسولوں
میں سے جس کو پسند کریں کیونکہ اصل استثناء میں اتصال
ہے اور یہ اسی پر مبنی ہے (اس سے صاف طور پر
معلوم ہوا کہ حضرت ملا علی بن القاریؒ کے نزدیک
فلا یظہر علی غیبہ الآیۃ سے حضرات انبیاء کرام علیہم
الصلوٰۃ والسلام کیلئے جو غیب ثابت ہے وہ غیب
کی جزئیات اور اخبار غیب ہیں نہ کہ کلیات)
اور امام احمدؒ نے حضرت ابن مسعود رضی سے روایت
کی تخریج کی ہے کہ تمہارے نبی (صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم) کو ان پانچ امور کے سوا باقی سب علوم
عطا کر دیئے گئے ہیں اور یہ روایت حضرت ابن
عمر رضی سے بھی مرفوعاً انہوں نے نقل کی ہے،
امام قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ان میں سے
کسی چیز کے علم کا دعویٰ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ

ذالک بعلم وقد نقل ابن عبد البر الاجماع علی تحریم اخذ الاجرة والجعل واعطائها فی ذالک اھ۔

(مرقات ج ۱۔ ص ۶۶)

علیہ وسلم کی طرف نسبت کے بغیر کیا تو وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے انہوں نے فرمایا کہ ظنی غیب نجومی وغیرہ سے جبکہ امر عادی پر مبنی ہو جائز ہے اور یہ علم نہیں ہے اور امام ابن عبدالبر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ نجومی کو اجرت اور مزدوری لینی اور دینی حرام ہے۔

حضرت ابن مسعود رضؓ اور حضرت ابن عمر رضؓ کی جن روایتوں کا حوالہ دیا ہے وہ علی الترتیب مسند احمد جلد ۱ ص ۳۸۶، جلد ۲ ص ۲۴ میں موجود ہیں۔ امام قرطبیؒ کی اس عبارت میں اُمور خمسہ میں سے جن کی نسبت آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہے وہ جزئیات ہیں نہ کہ کلیات جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔ بعض کم فہم لوگوں کو بدأ الخلق کی ایک حدیث کی تشریح سے جو حضرت ملا علی ن القاریؒ نے فرمائی ہے علم غیب کا شُبہ ہوا ہے وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ایک ہی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کے تمام احوال مبدأ و معاش وغیرہ کے بیان فرما دیئے تھے اور یہ خرقِ عادت کے طور پر ایک بڑا کارنامہ ہے (محصلہ مرقات جلد ۵ ص ۳۲۵) لیکن ان کا یہ استدلال باطل ہے خود حضرت ملا علی ن القاریؒ فعلمت ما فی السموٰت والارض کی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

یعنی ما اعلمہ اللہ تعالیٰ مما

یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آسمانوں

فیهما من الملائكة والاشجار
وغيرهما وهو عبارة عن سعة
علمه الذى فتح الله به
عليه وقال ابن حجر اى جميع
الكائنات التى فى السموٰت
بل وما فوقها كما يستفاد
من قصة المعراج والارض
هى بمعنى الجنس اى و
جميع ما فى الارضين السبع
بل وما تحتها كما افاده
اخباره عليه السلام عن
الثور والحوت اللذين
عليهما الارضون كلها اهـ و
يمكن ان يراد بالسموٰت الجهة
العليا وبالارض الجهة السفلى
فيشمل الجميع لكن لابد من التقييد
الذى ذكرناه اذ لايصح اطلاق

اور زمین میں فرشتوں اور درختوں وغیرہ صرف
ان چیزوں کا علم ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے
آپ کو بتادیا ہے اور یہ آپ کے علم کی وسعت
سے عبارت ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر
کھولدیا ہے امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ اس سے
مراد وہ تمام کائنات ہے جو آسمان میں ہے بلکہ
اس سے بھی اُوپر کی جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد
ہوتا ہے اور زمین سے جنس مراد ہے یعنی
تمام سات زمینیں بلکہ ان کے بھی نیچے جیسا
آپ کی وہ خبر اس کا فائدہ دیتی ہے جو آپ
نے بیل اور مچھلی سے دی ہے جن پر سب
زمینیں قائم ہیں الخ اور ممکن ہے کہ آسمانوں
سے اوپر کی جہت مراد ہو اور زمین سے نیچے
کی جہت اور یہ بھی سب کو شامل ہے لیکن وہ
قید لگانی ضروری نہیں ہے جو ہم نے ذکر کی
ہے کہ اس سے کلی غیب مراد نہیں بلکہ وہ
وسعت علمی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپکو دی

انتھیٰ

الجمیع کماھو الظاھر (مرقات ج ۲۷ ص ۱۱) کیونکہ جمیع کا اطلاق صحیح نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت ملّا علی ن القاری رح امام ابن حجر رح کی عبارت میں لفظ جمیع کو جمیع حقیقی اور کلی پر حمل کرنے پر آمادہ نہیں بلکہ اس سے وہ صرف آپ کی وسعت علمی مراد لیتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مرحمت فرمائی ہے تو اپنی عبارت میں وہ لفظ جمیع سے کلی کیسے مراد لے سکتے ہیں؟ لہذا لفظ جمیع سے ان کی مرضی کے خلاف کلی علم غیب مُراد لینا یقیناً باطل ہے بلکہ اس سے یہی مراد ہے کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خرق عادت اور معجزہ کے طور پر مبدأ و معاد اور معاش وغیرہ کی بے شمار خبریں بیان فرما دیں اور ایک ہی مجلس میں اکٹھے واقعات بیان فرما دیئے لفظ جمیع کی مزید بحث ازالۃ الریب میں ملاحظہ فرمائیں، شرح الشفاء جلد ص ۲۱ میں لفظ جمتھا ای اجمالاً و تفصیلاً اور علم جمیعھا سے بھی یہی وسعت علمی مراد ہے نہ کہ کلی غیب۔

فائدہ اہل بدعت اپنی قلت بصیرت اور کم فہمی کی وجہ سے مخلوق کے بارے میں جہاں بھی لفظ الغیب یا جمیع یا کل وغیرہ دیکھتے ہیں تو بیچارے پھولے نہیں سماتے اور فٹ ان سے مخلوق کے لیے کلی غیب ثابت کرنے کیلئے کمربستہ ہو جاتے ہیں اور باقی تمام نصوص قطعیہ و صریحہ غیر محتملہ سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتے ہیں مثلاً حضرت ملّا علی ن القاری رح ایک مقام پر لکھتے ہیں:

کہ حضرت خضر علیہ السلام نے عالم الغیب کی طرف نگاہ کی تو ان کو

معلوم ہو گیا کہ جو لڑکا انہوں نے قتل کیا تھا وہ کافر پیدا ہوا ہے لہٰذا اس کو قتل کر دیا (محصلہ مرقات جلد ا ص ۱۶۳)

گویا اس عبارت سے حضرت خضر علیہ السلام کے لیے کلی غیب ثابت کرنے کے درپے ہیں حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام کی اپنی تصریحات اس کے بالکل برعکس ہیں۔ مثلاً یہ کہ حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا:

قال له الخضر یا موسیٰ انك علی علم من علم الله علّمکه الله لا اعلمه وانا علی علم من علم الله علّمنیه الله لا تعلمه۔ (بخاری ج ۲، ص ۶۹۰)

حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ! بیشک آپ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ایسے علم پر ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپکو مرحمت فرمایا ہے اور میں اسکو نہیں جانتا اور میں اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے ایسے علم پر ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے اور آپ اس کو نہیں جانتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علومِ شریعت سے نوازا تھا جو آپ کی شان کے لائق تھے اور حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض تکوینیات کے علم سے سرفراز کیا تھا جو ان کے شایانِ شان تھے جب حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں کشتی پر سوار ہوئے۔

ووقع عصفور علی حرف

تو ایک چڑیا کشتی کے کنارے پر آبیٹھی اور اس نے دریا

السفينة فغمس منقاره البحر فقال الخضر لموسٰى ما علمك وعلمى وعلم الخلائق فى علم الله الا مقدار ما غمس هذا العصفور منقاره۔
(بخاری ج ۲ ص ۶۹)

سے اپنی چونچ میں پانی لیا حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تیرا اور میرا اور ساری مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت صرف اتنا ہے جتنا اس چڑیا نے دریا سے اپنی چونچ میں پانی لیا ہے۔

یہ بھی محض سمجھانے کے لیے تھا ورنہ متناہی اور غیر متناہی کی نسبت ہی کیا ہے؟

۷۔ حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو ایک بشر ہی ہوں اور میرے پاس فریق مقدمات لے کر آتے ہیں ایسی صورت میں ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی فریق دوسرے سے زیادہ اچھا بولنے والا ہو اور میں اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کر دوں تو جو مسلمان کا حق اس طرح لے گا وہ جہنم کا ٹکڑا ہے خواہ اس کو لے یا چھوڑ دے۔ (محصلہ بخاری جلد ۲ ص ۱۰۶۵ و مسلم جلد ۲ ص ۷۴)

اس کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملّا علی ن القاریؒ لکھتے ہیں کہ:

فاقضى له اى فاحكم على نحو بالتنوين مما اسمع اى منه كما فى نسخة يعنى من كلامه

پس میں اس کے حق میں فیصلہ کر دوں جس طرح کہ میں اس کا بیان سنوں جب کہ میں اس کے مقصد کی حقیقت کو نہ پہچان سکوں

حیث لم اعرف حقیقة مرامه	پس جس کے لیے اس کے بھائی کے حق
وفی نسخة علیٰ نحو ما اسمع بالاضافة	سے فیصلہ کردوں جیساکہ میرے سامنے ظاہر
فمن قضیت له من حق اخیه	ہوگا اگرچہ معاملہ واقع میں اس کے خلاف ہو.
بشیئ فیما ظهر لی علیٰ وجه یکون	(تو وہ دوزخ کا ٹکڑا ہے)

الامر فی الواقع بخلافه الخ (شرح الشفاء جلد ۲ صہ ۲۶۱)

حضرت ملا علی ن القاریؒ کے نزدیک اگر آپ کو علمِ غیب حاصل ہے تو پھر حقیقت کو نہ پہچاننے کا کیا مطلب ہے؟ کیا عالم الغیب پر بھی کوئی بات مخفی رہ سکتی ہے؟

۸۔ ایک خاص سفر میں ام المومنین حضرت عائشہ رضہ قافلہ سے پیچھے رہ گئی تھیں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بمع قافلہ کے کافی دور آگے نکل گئے اور حضرت عائشہ رضہ کے پیچھے رہنے کا علم نہ ہو سکا، اس موقع پر منافقوں نے غنیمت سمجھا اور خوب دل کھول کر معاذ اللہ تعالیٰ بہتان تراشی کی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود بھی اور حضرات صحابہ کرام رضہ بھی خاصے مغموم اور بے حد پریشان رہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی تو حقیقت واضح ہوئی بعض غالی قسم کے بدعتیوں نے اس واقعہ کی توجیہ بلکہ تحریف یہ کی کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو قطعی طور پر یہ سب معاملہ معلوم تھا لیکن مصلحتاً خاموشی اختیار کی، ان کی تردید کرتے ہوئے حافظ ابن القیمؒ

ارشاد فرماتے ہیں اور ان کی پوری عبارت حضرت ملا علی ن القاری رح بطور استدلال
نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں اور اس کی کسی جزو سے اختلاف نہیں کرتے۔

ولما جرى لامّ المؤمنين
عائشة رض ما جرى و
رماها اهل الافك لم
يكن يعلم حقيقة الامر
حتى جاءه الوحى من الله
تعالى ببرأتها وعند هؤلاء
الغلاة انه عليه السلام كان
يعلم الحال وانه غيرها بلا
ريب واستشار الناس في
فراقها ودعا ريحانة رض فسألها
وهو يعلم الحال وقال لها
ان كنت اَلْمَمْتِ بذنب
فاستغفرى الله وهو يعلم
علمًا يقينًا انها لم تلم بذنب
ولا ريب ان الحال لهؤلاء

اور جب ام المومنین حضرت عائشہ رض کے
ساتھ یہ واقعہ پیش آیا اور بہتان تراشوں
نے ان کو متہم کیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالے
علیہ وسلم کو اس حقیقت کا علم نہ ہو سکا تا آنکہ
اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہوئی اور
اس میں حضرت عائشہ رض کی برأت کا ذکر کیا گیا
مگر اس غلو پرست فرقہ کا یہ خیال ہے کہ آپ
بلا شک وشبہ حقیقت حال سے آگاہ تھے
اور معہذا لوگوں سے حضرت عائشہ رض کی
جدائی اور طلاق کا مشورہ کرتے رہے اور
باوجود علم کے حضرت ریحانہ رض سے بھی
آپ نے دریافت کیا اور آپ نے علم کے
باوجود یہ بھی کہا کہ اے عائشہ رض اگر تجھ سے
گناہ صادر ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ سے
معافی مانگ لے اور یہ فرقہ کہتا ہے کہ آپ کو

على هذا الغلو اعتقادهم
انه يكفر عنهم
سيأتهم ويدخلهم
الجنة وكلما غلوا كانوا
اقرب اليه واخص به
فهم اعصى النّاس لامره
واشدهم مخالفة
لِسُنَّتِه وهؤلاء فيهم
شبه ظاهر من النصارى
غلوا على المسيح اعظم
المخالفة والمقصود ان
هؤلاء يصدقون بالاحاديث
المكذوبة الصريحة
ويحرّفون الاحاديث
الصّحيحة والله ولى دينه
فيقوم من يقوم له بحق
النّصيحة انتهى بلفظه

علم یقینی حاصل تھا کہ حضرت عائشہ رضی ہیں
کوئی عیب نہیں اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ
اس فرقہ کا باوجود اس غلو کے یہ عقیدہ بھی ہے
کہ آپ ان کے گناہوں کو مٹا دیں گے اور ان کو
جنت میں داخل کر دیں گے اور ان کا یہ بھی خیال
ہے کہ ہم جتنا بھی غلو کریں گے اتنا ہی ان کو
حضور علیہ السلام کا تقرب حاصل ہوگا اور وہ آپ کے
خاص ترین لوگوں میں شمار ہو جائیں گے مگر درحقیقت
یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سب سے
زیادہ نافرمان اور آپ کی سنت کے سب سے
بڑھ کر مخالف ہیں اور ان میں نصاریٰ کی سی
مشابہت پائی جاتی ہے انہوں نے حضرت
مسیح علیہ السلام کے بارے میں انتہائی غلو کیا اور انکے
دین اور شرع کی بڑی مخالفت کی اور ان لوگوں
کا مقصد بھی صرف یہ ہے کہ خالص جعلی اور جھوٹی
روایتوں کو تسلیم کرتے ہیں اور صحیح احادیث کی
تحریف کرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ خود اپنے دین کا

موضوعات کبیر۔ (صنا۱۲) — نگران ہے وہ ایسے لوگوں کو کھڑا کرتا رہے گا جو حق دین لوگوں کے سامنے پیش کر کے ان کی خیر خواہی کرتے رہیں گے۔

اس عبارت میں حضرت ملّا علی بن القاری رح نے آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب اور حاضر و ناظر کی صفت ثابت کرنے والوں اور بدعقیدوں کا وہ نقشہ کھینچا ہے جو اچھا خاصا ماہر نقشہ نویس بھی کسی مکان وغیرہ کا نقشہ نہ کھینچ سکے ملاحظہ کیجئے کہ کس طرح وہ لفظ لفظ میں اس باطل عقیدہ کی تردید کر رہے ہیں۔

•

۹۔ حضرت ابوسعید الخدری رضہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضہ کو جوتیاں پہن کر نماز پڑھا رہے تھے کہ اچانک اپنی جوتیاں اتار کر بائیں طرف رکھ دیں صحابہ کرام رضہ نے جب یہ دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں جب آپ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ تمہیں جوتیاں اتارنے پر کس چیز نے آمادہ کیا انہوں نے کہا کہ حضرت ہم نے آپ کو دیکھا تھا کہ آپ نے جوتیاں اتار دی تھیں تو ہم نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں یہ سن کر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

ان جبرائیل اتانی فاخبرنی ان فیہما قذرًا الحدیث (ابوداؤد) — بے شک حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے یہ خبر دی

کہ میری جوتیوں میں نجاست لگی ہوئی ہے۔ جلد ۱، ص ۹۵ و مشکوٰۃ۔ جلد ۱ ص ۳

(رواہ الدارمی ص ۲۹ ترجم دموارد الظمآن ص ۱۰۷ و مستدرک جلد ۱ ص ۲۶۰ قال الحاکم و الذہبی صحیح علیٰ شرط مسلم)

یعنے میں نے تو اس لیے جوتیاں اتاری ہیں مگر تم نے ایسا کیوں کیا ہے؟ اس حدیث کے سلسلہ میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نماز شروع کرائی تھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بتوسط حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو یہ خبر کیوں نہ دی گئی اور اس میں تاخیر کیوں ہوئی حضرت ملا علی ن القاری اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ:

ولعل وجہ تاخیر الاخبار اعلام بانہ علیہ السلام لا یعلم من الغیب الا ما یعلم او لیعلم الامۃ ھذا الحکم من السنۃ واللہ اعلم (مرقات جلد ۲ ص ۲۳۰)

ممکن ہے تاخیر سے خبر دینے کی وجہ یہ بتانا ہو کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غیب کا علم نہیں رکھتے مگر جتنا کہ ان کو علم عطا ہو جاتا ہے یا یہ کہ آپ کی امت اس حکم کو سنت کے ذریعہ معلوم کرلے۔

اس عبارت سے بھی صاف معلوم ہوا کہ حضرت ملا علی ن القاری آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم غیب کی صفت نہیں مانتے، جب آپ اپنے پاپوش کی غلاظت بدوں وحی نہ دیکھ سکے تو دنیا جہان کی اشیاء کو کیوں کر دیکھ سکتے ہیں؟ اور دوسری توجیہہ پہلی کے مخالف نہیں۔ کیونکہ اس کا

مفاد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تو اس کی خبر ہی نہ تھی اور اللہ تعالیٰ نے بھی اس لیے دیر سے بذریعۂ حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو خبر دی تاکہ امت کو آپ کے عمل اور سنت سے اس مسئلہ کا حکم بھی معلوم ہو جائے۔

۱۰۔ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب پر بحث کرتے ہوئے حضرت ملا علی ن القاریؒ لکھتے ہیں کہ:

ثم اعلم ان الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما اعلمھم اللہ تعالیٰ احیانًا و صرح الحنفیة تصریحًا بالتکفیر باعتقاد ان النبی علیه الصلوٰۃ والسلام یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (پ ۲۰ نمل ع ۵) کذا فی المسایرة (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۵)

پھر تو جان لے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب کی چیزوں کا علم نہیں رکھتے تھے مگر جتنا کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ ان کو علم دے دیتا ہے اور حنفیوں نے تصریح کی ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم غیب جانتے ہیں تو وہ کافر ہے کیونکہ اس شخص نے اللہ تعالیٰ کے اس حکم کا معارضہ کیا کہ تو کہہ دے کہ جو ہستیاں آسمانوں اور زمین میں ہیں وہ غیب نہیں جانتی بجز پروردگار کے ایسا ہی مسایرہ میں ہے۔

اور دوسرے مقام پر ارقام فرماتے ہیں کہ:

والحاصل ان الانبیاء لم یعلموا

اور حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم

المغیبات الا ما اعلمهم الله تعالیٰ احیاناً وقد صرح علمائنا الحنفیة بتکفیر من اعتقد ان النبی (صلی الله علیه وسلم) یعلم الغیب لمعارضته قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کذا فی المسایرة للامام ابن الهمام انتهی۔

(شرح الشفاء) جلد ۲ ص ۲۳۴ طبع مصر)

الصلوٰۃ والسلام غیب کی چیزوں کا علم نہیں رکھتے تھے مگر جس قدر اللہ تعالیٰ نے بعض اوقات ان کو علم دے دیا تھا اور بے شک ہمارے حضرات علماء احنافؒ نے تصریح کی ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں کفر ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے کہ تو کہہ دے کہ آسمانوں اور زمین میں بجز خدا تعالیٰ کے کوئی غیب نہیں جانتا مخالف ہے امام ابن الہمامؒ نے مسایرہ میں ایسا ہی فرمایا ہے۔

حافظ ابن الہمام الحنفیؒ (المتوفی ۸۶۱ھ) نے یہ عبارت مسایرہ مع المسامرہ جلد ۲ ص ۸۸ طبع مصر) میں تحریر فرمائی ہے۔ حضرت ملا علی ن القاریؒ کی ایسی صریح اور واضح عبارات کے بعد بھی انصاف اور عقل کی دنیا میں کیا یہ احتمال پیدا ہو سکتا ہے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے علم غیب کی صفت کے قائل تھے؟ کون عقلمند اس کو تسلیم کرتا ہے؟ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ حضرت ملا علی ن القاریؒ ایک عقیدہ کو کفر بھی کہتے ہیں اور پھر خود اسی کفر کو اپناتے بھی ہیں؟ غرضیکہ اس نظریہ کے وہ ہرگز قائل نہ تھے جو اہل بدعت کا ہے زلک

عشرۂ کاملہ۔

حاضر وناظر اور ملّا علی ن القاری

اس ٹھوس بحث کے بعد ضرورت تو نہیں کہ ہم کچھ اور عرض کریں کیونکہ علم غیب اور حاضر وناظر کا عقیدہ در حقیقت ایک ہی ہے اور مال کے اعتبار سے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے لیکن چونکہ تعبیر کے لحاظ سے ان کا عنوان جدا قائم کیا جاتا ہے اس لیے ہم نے بھی سہولت کے لیے اس کا عنوان الگ قائم کر دیا ہے۔ حضرت ملّا علی ن القاریؒ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر جگہ تو کیا بلکہ مسلمانوں کے اُس نیک طبقہ کے حق میں بھی حاضر وناظر نہیں سمجھتے جو دُور سے درود شریف پڑھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دُور سے پڑھا تو وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے اس حدیث کی شرح میں حضرت ملّا علی ن القاریؒ فرماتے ہیں کہ:

من صلّی علیّ عند قبری سمعتہ	جس شخص نے میری قبر کے پاس درود پڑھا
ای سمعًا حقیقیًا بلا واسطۃ	کا مطلب یہ ہے کہ آپ حقیقی طور پر بلا واسطہ
الیٰ ان قال ومن صلّی علیّ نائیًا	خود سنتے ہیں (پھر آگے فرمایا) اور جس نے
ای من بعید کما فی روایۃ اہ	میری قبر سے دُور مجھ پر درود پڑھا کا معنی یہ

بعیدا عن قبری ابلغتہ وفی نسخۃ صحیحۃ بلغتہ من التبلیغ ای اعلمتہ الخ (مرقات جلد ۲ ص۳۴۷ وقال بسند جید)	ہے کہ بعید اور دُور سے اس کا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے ۔

اس حدیث صحیح سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں ورنہ قبر مبارک سے دُور اور قریب درود شریف پڑھنے کا حکم ایک ہی ہوتا کہ آپ بنفسِ نفیس خود سنتے اور اگر حضرت ملا علی ن القاریؒ کا عقیدہ حاضر و ناظر کا ہوتا تو اس حدیث کی کوئی مناسب توجیہ اور تاویل کرتے حالانکہ وہ فرماتے ہیں کہ عند القبر آپ بلا واسطہ درود شریف سُنتے ہیں اور دُور سے آپ کو پہنچایا جاتا ہے ۔ اور حضرت ابن مسعود رضؓ کی اس روایت کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر سیر و سیاحت کرتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں (مسند احمد جلد ا ص۴۴۱ وموارد الظمان ص۵۹۴ ونسائی جلد ا ص۱۴۳ ودارمی ص۳۷۲ ومشکوٰۃ جلد ا ص۸۶ وغیرہ) میں من امتی السلام کی شرح کرتے ہوئے حضرت ملا علی ن القاریؒ فرماتے ہیں کہ :

اذا سلموا علیّ قلیلا او کثیرا و ھذا مخصوص بمن بَعُد عن حضرۃ مرقدہٖ المنور ومضجعہ المطھر وفیہ اشارۃ الی حیاتہ الی ائمۃ	یعنی جب وہ مجھ پر سلام پڑھتے ہیں تھوڑا ہو یا زیادہ وہ مجھے فرشتے پہنچاتے ہیں اور یہ پہنچانا اس شخص سے مخصوص ہے جو آپکے روضۂ منوّر اور قبر مبارک سے دُور پڑھے

وفرحه ببلوغ سلام امته الكاملة وايماء الى قبول السلام حيث قبلته الملائكة وحملته اليه عليه السلام اھ۔

(مرقات جلد۲ ص۳۲)

اور اس میں اشارہ ہے کہ آپ کو دائمی حیات حاصل ہے اور آپ اپنی کامل امت کے سلام پہنچائے جانے سے خوش ہوتے ہیں اور اس میں سلام کے قبولیت کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ فرشتوں نے اس کو قبول کیا اور اٹھا کر آپ کے پاس پہنچا دیا۔

اس صریح عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک سے دُور صلوٰۃ وسلام پڑھتا ہے تو وہ آپ کو بواسطہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے اگر آپ ہر جگہ موجود اور حاضر ہوتے اور مسلمانوں کے گھروں میں آپ کی روح مبارک حاضر ہوتی تو آپ بلا واسطہ درود شریف سُنتے مگر ایسا نہیں ہے جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے اور حضرت ملا علی ابن القاریؒ دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من صلى عند قبرى سمعته اى من غير واسطة ومن صلى علىّ نائيا اى بعيدا عنى بلغته بصيغة المجهول مشددا اے

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں کا معنیٰ یہ ہے کہ بغیر واسطے کے میں خود اس کو سنتا ہوں اور جو درود مجھ سے دور پڑھا جاتا ہے وہ میرے

بلغته الملائكة اهـ۔

(نسیم الشفاء جلد ۳ صفحہ ۵ طبع مصر)

پاس پہنچایا جاتا ہے، کی مراد یہ ہے کہ فرشتے مجھے پہنچاتے ہیں۔

ان صریح عبارات کے پیشِ نظر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ملا علی القاریؒ کے نزدیک اگر آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ہر جگہ یا کم از کم مسلمانوں کے گھروں میں حاضر و ناظر ہیں تو قُرب و بُعد کا کیا سوال ہے؟ اور پھر فرشتوں کے واسطہ سے کیا معنے ہے؟ یہ سب عبارتیں حضرت ملا علی بن القاریؒ کی اپنی ہیں اور ان میں کوئی ایچ پیچ نہیں ہے۔ الغرض حضرت ملا علی بن القاریؒ نہ تو آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے علمِ غیب کے قائل ہیں اور نہ حاضر و ناظر کے ان کا عقیدہ بڑا صاف اور واضح ہے۔

اشتباہ

امام قاضی عیاض رحنے وہ مقامات بیان کیے ہیں جن میں درود شریف پڑھنا مستحب ہے جن میں سے ایک مقام یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت درود پڑھا جائے اور اسی طرح خارج ہوتے وقت پڑھا جائے اور پھر آگے حضرت عمرو بن دینارؒ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ:

فی قوله تعالیٰ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا على انفسكم قال ان لم يكن فی البيت احد فقل السلام على النبی ورحمة الله وبركاته

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ پس جب تم گھروں میں داخل ہو تو اپنی جانوں پر سلام کہو انہوں نے فرمایا کہ اگر گھر میں کوئی بھی نہ ہو تو

السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین
السلام علی اهل البیت ورحمة الله وبرکاته
(الشفاء، جلد۲، ص۵۳، طبع مصر)۔

پھر بھی تم السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،
السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین السلام
علی اہل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، پڑھو۔

اس کی شرح میں حضرت ملا علی ن القاریؒ لکھتے ہیں کہ:

السلام علی النبی ورحمة الله وبرکاته
ای لان روحه علیه السلام
حاضرة فی بیوت اهل الاسلام
السلام علینا وعلی عباد الله
الصالحین ای من الانبیاء والمرسلین
والملائکة المقربین السلام علی اهل
البیت لعله اراد بهم مؤمنی الجن۔
اھ۔ (شرح الشفاء۔ جلد ۳۔ ص۴۶۲)

السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، اس لیے
(نہ) پڑھے کہ آپ کی روح مبارک مسلمانوں
کے گھروں میں حاضر ہوتی ہے السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین سے حضرات انبیاء
اور مرسلین اور مقرب فرشتے علیہم السلام مراد
ہیں السلام علی اہل البیت سے شاید کہ ان
کے نزدیک مومن جن مراد ہیں۔

چونکہ کچھ غالی قسم کے لوگ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غیب اور حاضر و ناظر کے قائل رہتے تھے اس لیے ان کے غلط نظریہ کا دفعیہ کرتے ہوئے حضرت ملاؔ علی ن القاریؒ نے یہ فرمایا کہ یعنی یہ نظریہ نہ ہو کہ آپ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے بلکہ محض درود سمجھ کر ثواب کی خاطر پڑھے، ورنہ ان کی اس عبارت سے لازم آئے گا کہ جملہ حضرات انبیاء اور مرسلین اور ملائکہ المقربین

علیہم الصلوٰۃ والسلام اور مومن جن مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہوں کیونکہ ان سب کا ذکر اس عبارت میں مذکور ہے۔ پھر آپ کی روح مبارک کی تخصیص کی کیا وجہ ہے؟

اس عبارت سے بعض حضرات کو دھوکہ ہوا ہے لیکن حقیقت اس کے خلاف ہے چنانچہ محدث جلیل سابق شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلوی (المتوفی ۱۳۳۴ھ) اپنے مختصر رسالہ مسئلہ در علم غیب رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ص۳ میں (اس رسالہ پر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ کی تصدیق بھی موجود ہے) لکھتے ہیں کہ:

البتہ بعض کوتاہ بینوں کو نسخہ شرح شفاء سے جس میں اہل مطبع کی غلطی سے ایک لا رہ گیا ہے دھوکہ لگا ہے، اصل عبارت علی القاریؒ کی یہ ہے لا کان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ شرح شفاء کی اور صحیح نسخ قلمیہ و مطبوعہ سے یہ امر واضح ہے اور ان کی دیگر تصانیف سے اس کی تائید کر بمنزلہ تصریح ہے ثابت ہوتی ہے اھ

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا موصوفؒ نے قلمی اور مطبوع نسخوں کے ساتھ تقابل کر کے یہ دعویٰ کیا ہے اور ہم نے بھی اس تحقیق پر اعتماد کیا ہے۔ چونکہ شرح شفاء نہ تو متداول کتاب ہے اور نہ درسی تاکہ ہر وقت علماء کے زیر مطالعہ رہے اس لیے اس میں حرف لا (لا کان) کا رہ جانا کوئی مستبعدات

نہیں ہے اور کم از کم اس کا احتمال تو ہے اور قاعدہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال لہٰذا ان کی صریح اور واضح عبارات کے ساتھ تطبیق کی اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے اس کے علاوہ چند احتمالات اور بھی عقلی طور پر سامنے آسکتے ہیں مگر ان میں بعض بالکل مردود اور بعض غیر تسلی بخش ہیں مثلاً ایک یہ کہ حضرت ملا علی ن القاری رحمہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں دو متضاد عقیدے رکھتے تھے وہ آپ کو عالم الغیب اور حاضر و ناظر مانتے بھی تھے اور اس عقیدہ کو کفر بھی کہتے تھے اگر کسی کی سمجھ میں یہ بات آجائے تو ہماری بلا سے ہماری سمجھ سے یہ بالاتر ہے اور دوسرا یہ کہ ان کا ایک عقیدہ پہلے کا ہے اور دوسرا بعد کا اور پہلے عقیدہ سے رجوع کر لیا ہے یہ بات قدرے قابل التفات ہے اور تقدیم و تاخیر کے قاعدہ کے لحاظ سے اس پر غور کیا جا سکتا ہے لیکن اس سے بھی اہل بدعت کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ وہ (بقول انکے) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی روح مبارک کی بیوت اہل اسلام میں حاضری پہلے بیان کرتے ہیں جو جلد ۲ صہ ۴۶۲ میں ہے اور پھر اسی کتاب کی جلد ۲ صہ ۵۰ میں وہ یہ لکھتے ہیں کہ قبر مبارک سے دور جو درود شریف پڑھا جاتا ہے وہ بتوسط ملائکہ آپ کو پہنچایا جاتا ہے گویا پہلے حاضر تسلیم کیا پھر نفی اور رجوع کر لیا اور اسی کتاب کی جلد ۴ صہ ۳۴۸ میں آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے علم غیب کے عقیدہ کو یا صراحۃً کفر کہتے ہیں لہٰذا اس احتمال کے رو سے آخری بات سابق

عقیدہ سے رجوع ہی ثابت ہے اور تیسرا احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت ملا علی بن القاریؒ کی یہ عبارت جس میں حرف لا (نہ) رہ گیا ہے یا کم از کم مجمل اور نزاعی ہے درست تسلیم کر لی جائے اور باقی تمام صریح طور پر اس سے بعد کی سب عبارتوں کو غلط قرار دیا جائے لیکن ہمارے خیال میں کوئی حقیقت شناس اور خدا ترس اس کی جسارت نہیں کرے گا، ہمارے نزدیک تو ان کی دیگر صریح عبارات کے پیش نظر حرف لا (نہ) رہ جانا ہی متعین ہے، بالفرض اگر کسی بھی نسخہ میں حرف لا نہ ہو تب بھی ان کی دیگر صریح عبارات کے ساتھ تطبیق کی یہی بات متعین ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اگر حضرت ملا علی بن القاریؒ کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اہل اسلام کے گھروں میں حاضر ہیں اور ان کے حالات جانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ ہر مومن کو بخوبی جانتے ہیں اور اہل ایمان میں مومن انسان اور جن بھی فرشتے شامل ہیں حالانکہ یہ نظریہ دلائل قطعیہ اور صریحہ کے خلاف ہے اور خود حضرت ملا علی بن القاری اس کے شدت سے مخالف ہیں چنانچہ وہ امام جلال الدین سیوطیؒ (المتوفی ۹۱۱ھ) کے حوالہ کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک جعلی حدیث لوگوں نے یہ بنا ڈالی ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے حالانکہ یہ حدیث قرآن کریم کے خلاف ہے اس پر معقول اور با حوالہ بحث کرتے ہوئے آگے لکھتے ہیں کہ:

قال وقد جاهر بالکذب
بعض من یدعی فی زماننا العلم
وھو متشبع بما لم یعط ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کان یعلم متی تقوم الساعۃ
قیل لہ فقد قال فی حدیث
جبرائیلؑ ما المسؤل عنھا
باعلم من السائل فحرفہ
عن موضعہ وقال معناہ
انا وانت نعلمھا وھذا من
اعظم الجھل واقبح التحریف
والنبی اعلم باللہ من ان
یقول لمن کان یظنہ اعرابیا
انا وانت نعلم الساعۃ الا
ان یقول ھذا الجاھل انہ
کان یعرف انہ جبرائیل
فرسول اللہ علیہ السلام ھو

انہوں نے کہا کہ ہمارے زمانہ کے بعض مدعیٔ
علم جو علم کی سیرابی کا ادعا کرتے ہیں حالانکہ
ان کو علم حاصل نہیں یہ دعوےٰ کرتے ہیں
کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے
تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی۔ جب اُن
سے یہ کہا گیا کہ حدیث جبرائیلؑ میں تو آنحضرت
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ فرمایا ہے
کہ جس سے قیامت کے بارے میں
سوال ہو رہا ہے وہ سائل سے زیادہ نہیں
جانتا تو اس مدعیٔ علم نے اس کے معنی میں
تحریف کر ڈالی اور یہ معنی کیا کہ میں اور تو دونوں
جانتے ہیں اور یہ ایک بہت بڑی جہالت
اور قبیح ترین تحریف ہے آنحضرت صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم جو اعلم باللہ تعالیٰ ہیں بھلا
ایک ایسے شخص کو جس کو آپ اعرابی سمجھتے
رہے ہیں یہ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ میں اور تو
دونوں قیامت کا علم رکھتے ہیں الا یہ

الصادق فی قولہ والذی
نفسی بیدہ ما جاءنی فی
صورۃ الا عرفتہ غیر
ھذہ الصورۃ وفی اللفظ
الآخر ما شبہ علیّ غیر
ھذہ المرۃ وفی اللفظ
الآخر ردوا علی الاعرابی
فذھبوا فالتمسوا فلم
یجدوا شیئا وانما
علم النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہ جبرائیلؑ
بعد مدۃ کما قال
عمرؓ فلبثت ملیا
فقال علیہ السلام یا عمرؓ
اتدری من السائل و
المعروف یقول علم وقت
السوال انہ جبرائیل ع و

کہ یہ جاہل کہہ دے کہ آپ جانتے تھے کہ وہ
جبرائیلؑ ہیں حالانکہ آپ صادق ہیں اور یہ
فرماتے ہیں کہ اس پروردگار کی قسم جس
کے قبضہ میں میری جان ہے، میرے پاس
جب بھی جبرائیل علیہ السلام آئے میں ان
کو پہچان لیتا رہا مگر اس صورت میں میں
ان کو نہیں پہچان سکا اور دوسرے الفاظ
میں یوں آیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام مجھ
پر کبھی مشتبہ نہیں ہوئے مگر اب کی بار اور
دوسرے الفاظ میں یوں آتا ہے کہ اس
دیہاتی کو میرے پاس لاؤ، لوگ گئے اور
ان کو تلاش کیا مگر وہ نہ ملے اصل بات یہ
ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے متعلق
علم آپ کو مدت کے بعد ہوا تھا چنانچہ
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ آپ کافی مدت
تک اسی حالت میں رہے پھر آپ نے
فرمایا اے عمرؓ کیا تو جانتا ہے کہ سائل کون

لم يخبر الصحابة رض
بذالك الا بعد مدة
ثم قوله فى الحديث ما
المسئول عنها باعلم
من السائل يعم كل
سائل ومسئول عن الساعة
هذا شانهما ولكن
هؤلاء الغلاة عندهم
ان علم رسول الله ﷺ
منطبق على علم الله
سواء بسواء فكل ما
يعلمه الله يعلم رسوله
والله تعالى يقول وَمِمَّنْ
حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ
وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى
النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ وهذا فى
براءة وهى من اواخر ما

تھا، اور یہ محرف کہتا ہے کہ آپ سوال کے
وقت ہی سے جانتے تھے کہ یہ جبرائیل ؑ
علیہ السلام ہیں اور حضرات صحابہ کرام رض کو
آپ نے مدت کے بعد خبر دی، آپ کا
یہ ارشاد کہ ما المسئول عنها باعلم من السائل ہر
سائل اور ہر مسئول کو عام ہے پس قیامت
کے بارے میں ہر سائل اور ہر مسئول کا حکم
یہی ہے لیکن یہ غالی کہتے ہیں کہ آنحضرت
صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم اللہ تعالیٰ
کے علم پر برابر برابر منطبق ہے سو جس چیز
کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اس کا علم رسول اللہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی ہے حالانکہ
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تمہارے آس
پاس دیہاتیوں میں کچھ منافق ہیں اور اہل
مدینہ میں بھی کچھ منافق ہیں جو نفاق پر اڑے
ہوئے ہیں اسے نبی تو ان کو نہیں جانتا اور
یہ حکم سورۃ براءت (توبہ) میں ہے جو سب

نزل فی القرآن ھذا و	سے آخر میں نازل ہوئی اور منافق مدینہ میں
المنافقون جیرانہ فی المدینۃ	آپ کے پڑوس میں تھے بات ختم ہوئی،
انتہی ومن اعتقد تسویۃ علم	اور جو شخص یہ اعتقاد کرے کہ اللہ تعالیٰ
اللہ ورسولہ یکفر اجماعا کما	اور اس کے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
لا یخفی اھ	کا علم مساوی ہے تو وہ اجماعاً کافر ہے جیسا
(موضوعات کبیر صفحہ ۱۱۹)	کہ مخفی نہیں۔

اس صریح عبارت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی سوال کے وقت نہیں پہچان سکے حالانکہ یہ آپ کی زندگی کے آخری ایام کا واقعہ ہے اور اس سے قبل بارہا حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لا چکے تھے، اگر آپ حاضر و ناظر ہوتے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آسمان سے اترتے دیکھ لیتے اور پہچان لیتے اور پھر طویل گفتگو میں ضرور پہچان لیتے جب حضرت جبرائیل علیہ السلام جیسے مومن کے حق میں آپ حاضر و ناظر نہیں تو بیوت اہل اسلام میں کہاں حاضر ہونگے؟ باقی خدا تعالیٰ کے ساتھ علم میں برابری کسی شق میں ہو کفر ہے کیفیت ہو یا کمیت ذاتی ہو یا محیط تفصیلی ہر صورت میں کفر لازم ہے مستزاد برآں نصوص قطعیہ کا انکار بھی لازم آتا ہے مثلاً لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ اس لیے قطع نظر باقی دلائل کے کفر کے لیے یہ بھی کافی اور وزنی دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حق اور اہل حق کے ساتھ رہنے کی توفیق بخشے آمین ثم آمین۔

وَصَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَمُتَّبِعِیْہِ اَجْمَعِیْنَ۔

احقر الناس ابو الزاہد محمد سرفراز خاں صفدر خطیب جامع گکھڑ و مدرس مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتیٰ فی البرزخ والقبور

اس کتاب میں راحت اور عذاب قبر اور اعادۂ روح فی القبر پر صدہا ٹھوس حوالے پیش کئے گئے ہیں جس میں اہل السنّت والجماعت کا حق مسلک با دلائل اور خوارج و روافض اور معتزلہ کا باطل نظریہ با حوالہ نقل کیا گیا ہے اور حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی اپنے قبور میں حیات پر مبسوط بحث کی گئی ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات فی القبر اور عند القبر سماع پر واضح دلائل سے روشنی ڈالی گئی ہے، نیز مسئلۂ توسل کو خوب اجاگر کیا گیا ہے۔

البیان الازہر

عقائد کے بیان پر مشتمل یہ مختصر سا رسالہ جس کے مصنف حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ہیں۔ گمراہ نظریات اور گمراہ فرقوں کی کج روی سے اپنے دین وایمان کو بچانے کی ہر دور میں اہمیت رہی ہے اور آج کے کج اندیش اور گمراہیوں سے پُر دور میں اسکی ضرورت سب سے زیادہ ہے ہر خورد وکلاں اس بزرگ امام کے اس کتابچہ کو پڑھکر اپنے ایمان و عقیدہ کی اصلاح اور اپنے اہل وعیال کے ایمان و اعتقاد کی حفاظت کرسکتا ہے۔

تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر

یعنی

آنکھوں کی ٹھنڈک (طبع ششم)

جس میں شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب صفدر نے بڑی تحقیق سے قرآن کریم، صحیح احادیث، عقائد صحابہ کرام اور جمہور سلف و خلف، اور فقہاء احناف کے صریح فتووں سے یہ امر واضح کیا ہے کہ انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر اور عالم الغیب نہیں ہیں اور فریق مخالف کے دلائل کے دندان شکن جوابات بھی درج کئے گئے ہیں۔

عقائد اہل سنت والجماعت

المعروف

عقیدۃ الطحاویؒ طبع دوم

صحابہ کرام رضا اور سلف صالحینؒ کے متفقہ علیہ عقائد کا مستند ترین مجموعہ جس کو پڑھ کر تمام مسلمان اپنے دین و اسلام کو محفوظ کر سکتے ہیں، اصل عربی عبارت نہایت خوشخط ایک کالم میں نہایت آسان سلیس اردو ترجمہ ہے جسے خواص و عام سب پڑھکر اپنے عقائد کی اصلاح کر سکتے۔ ابتداء میں عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت پر اور امام طحاویؒ کی مختصر سوانح حیات پر ایک ایمان افروز اور مفید ترین مقدمہ بھی ہے۔

ملا علی قاریؒ اور مسلہ علم غیب و حاضر و ناضر

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدہم

ضوء السراج فی تحقیق المعراج

یعنی

چراغ کی روشنی (طبع ثالث)

مؤلفہ حضرت مولٰینا سرفراز خان صاحب صفدر مد ظلہٗ

جس میں قرآن کریم، صحیح احادیث، اجماع صحابہ کرام رض جمہور سلف و خلف اور تحریرات مرزا صاحب سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو حالت بیداری میں جسم عنصری کے ساتھ معراج کرائی گئی نیز معجزات کی تحقیق بھی بیان کر دی گئی ہے اور حضرت عائشہ رض حضرت امیر معاویہ رض، حضرت حسن بصری رح شیخ محی الدین عربی شاہ ولی اللہ صاحب رح وغیرہ کی طرف جو معراج جسمانی کا انکار منسوب کیا جاتا ہے اس کے دندان شکن جوابات بھی پیش کر دیئے گئے ہیں، الغرض مسئلہ معراج پر جو بھی نقلی اور عقلی اعتراضات ہو سکتے تھے سب کا اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے قلع قمع کیا گیا ہے۔

ملا علی قاریؒ اور مسلہ علم غیب و حاضر و ناظر

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر دام مجدھم